

سیرت نبی اور مستشرقین

حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی
شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

کسی عظیم شخصیت کے متعلق تین امور ایک نصف مزاج محقق کی نگاہ میں قابل توجہ ہیں

۱۔ تاریخی تعارف

۲۔ ذاتی کردار

۳۔ اثر کے دائرہ کار سے متعلق کارنامے

۱۔ تاریخی تعارف | اقوام عالم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قبل جس قدر پیشوایان دین اور بادیاں

وقت اور انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں۔ ان کے تاریخی تعارف کے متعلق ان کی وفات سے لے کر اب تک یقینی طور پر اس سے زیادہ کچھ بھی معلوم نہیں جو بائبل میں ان کے متعلق مختصر تذکرہ درج ہے۔ اور

وہ عدم محفوظیت اور تحریف۔ ست کی وجہ سے ان کی عظمت نشان کے خلاف ہے۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام

کے متعلق کتاب پیدائش باب ۱۱ آیت ۱۱ میں ہے: "نوح نے شراب پی اور ننگا ہو گیا۔" اور حضرت لوط علیہ السلام

کے متعلق کتاب پیدائش باب ۱۱ آیت ۳۰ تا اختتام باب میں مذکور ہے: "لوط نے شراب پی اور اپنی

صاحبزادیوں سے ہمبستر، داؤد عاظم ہوئی اور ان سے اولاد پیدا ہوئی: انجیل متی باب ۲۳ میں ہے کہ یہود

احواری نے قیس روپیہ رشوت لے کر مسیح کو گرفتار کر لیا۔"

بائبل کے ان حوالجات سے یہ دیکھنا مقصود ہے کہ اس میں جو عقوڑا بہت تذکرہ موجود ہے وہ

بھی پر از غلط اور ناقابل اعتبار ہے۔ جو یہود اور نصاریٰ کے مذہب کی بنیادی کتاب ہے۔ باقی ان

حضرت کے متعلق ان کے قریب رہنے والے کوئی مستند سوانح یا لائف سنڈ کے ساتھ تحریر نہیں کی

گئی۔ اگر کے برخلاف حضور علیہ السلام کی ذات وہ واحد شخصیت ہے، جو تاریخی تعارف کے اعتبار

سے لکھا ہے۔ ان کی پیدائش، بچپن کے حالات اور زندگی کے کل واقعات سند کے ساتھ موجود ہیں۔ ان کی تعلیمات اور ملفوظات کا ایک ایک حرف مستند طریقے پر کتب حدیث و سیر میں موجود (درج) ہے۔ اور آج بھی اگر کوئی شخص آپ کی زندگی کا کوئی واقعہ معلوم کرنا چاہے تو معلوم کر سکتا ہے۔ گو یا حضور علیہ السلام آسمان تاریخ کے ایک آفتاب بالمشابہ ہیں جس میں آپ کی ذات کا ہر خد و خال نمایاں ہے۔ آپ کی زندگی کے حالات میں مختلف زبانوں میں مسلم و غیر مسلم مصنفین نے جس قدر کتابیں لکھی ہیں آج تک کسی شخصیت کے متعلق اتنی کتابیں نہیں لکھی گئیں۔

احادیث | آپ کے ملفوظات دینی یعنی احادیث دس لاکھ سے زائد تحریر میں آچکی ہیں۔ اور ان کے حفاظ بھی موجود تھے جن کو یہ ملفوظات زبانی یاد تھے۔ امام احمد قبل دس لاکھ احادیث اور امام ابو زرہ سات لاکھ احادیث کے حافظ تھے۔ مسطلانی نے فلاس سے نقل کیا ہے کہ جو حدیث امام بخاریؒ کو معلوم نہ ہو وہ حدیث نہیں۔ یعنی آپ کو حضور علیہ السلام کی تمام احادیث اور ملفوظات دینی یاد تھے۔ بن ابی ایمن نے حضور اکرمؐ کی صحبت پائی ہے یعنی آپ کے دوست اور صحابہؓ تھے۔ ان میں صحابہؓ سے تقریباً بارہ ہزار کے احوال تاریخ میں قلمبند ہیں۔

کیا ایسی شخصیت دنیا اور خاص کر ایسے ملک میں جو امین اور ناخواندوں کا ملک ہو، کوئی بتا سکتا ہے کہ ان کی احادیث یعنی باتیں کروڑوں انسانوں کیلئے قانون زندگی کی حیثیت رکھتی ہوں اور دس لاکھ کی تعداد میں قلمبند ہوں اور صدیوں تک یہی تعداد مختلف محدثین کے سینوں میں محفوظ ہو۔ اور بارہ ہزار دوستوں کے احوال بھی صحیح سند کے ساتھ اور مستند طریقے سے ضبط تحریر میں آچکے ہوں، اس سے بڑھ کر تاریخی تعارف کسی دوسرے انسان کو تاریخی دور کے کسی حصے میں حاصل نہیں ہوا ہے۔

۲۔ ذاتی کردار | حضور علیہ السلام کا عمل چونکہ امت محمدیہ بلکہ کل اقوام بشریہ کیلئے اسوہ حسنہ اور نمونہ انسانیت کا طہ تھا۔ اس لئے دست قدرت نے سنت نبویؐ کی شکل میں اور امت محمدیہ صالحہ کے اعمال کی صورت میں اس کو محفوظ رکھا۔ تاکہ قیامت تک اگر انسان کاف بن جائے کی کوشش کر نیکا خواہاں ہو تو اس نمونہ کو سنت نبویہ سے حاصل کر سکتا ہے۔ اسوہ نبوی یا محمدی اس قدر ایک بحر ناپیدا گمار ہے کہ اس کا احاطہ ناممکن ہے۔ لیکن ہم صرف ان میں سے چند امود (جن کو دوست دشمن سب تسلیم کرتے ہیں) بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

انسان بہیمیہ اور ملکیت کا مجموعہ ہے۔ بہیمیہ تین صفات کو پیدا کرتی ہے۔ ۱۔ جوش نفس، یعنی لاشیات۔ ۲۔ قہر و غضب۔ ۳۔ تکبر و پندار۔ یہ تینوں اگر ملکیت کے تابع ہو جاتے ہیں تو تین کمالات

بالترتیب پیدا ہو جاتے ہیں، جوشِ نفسِ قالیجِ ملکیت ہو کر عفت، پاکدامنی و قناعت اور پرہیزگاری میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ قہر و غضب شجاعت میں بدل جاتے ہیں۔ تکبر و پندار تواضع کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور انسانیت کمال کو پہنچ جاتی ہے۔

ملکیت کے قالیج ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ یہ تینوں بہیمی طاقتیں رضاءِ الہی کے ماتحت آ جاتی ہیں۔ خواہشِ نفسِ محلِ رضاءِ الہی میں استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً نکاح۔ اور جہاں اللہ کی رضا نہ ہو۔ بلکہ غضب ہو۔ دماں استعمال نہیں ہوتی، مثلاً زنا وغیرہ۔ اسی طرح خواہشِ سلال کھانے اور کمانے میں استعمال ہوتی ہے۔ حرام کھانے اور حرام کمانے مثلاً سود، ظلم، غضب، چوری، رشوت اور دھوکہ وغیرہ میں استعمال نہیں ہوتی۔ قہر و غضب حفاظتِ خود اختیاری یا حفاظتِ حقوقِ مظلومین و حفاظتِ حقوقِ الہیہ میں استعمال ہوتے ہیں۔ اور اس کے خلاف مثلاً انسانوں پر ظلم اور ناحق میں استعمال نہیں ہوتا۔ یہی بہادری و شجاعت کہلاتی ہے۔ باقی درندگی ہے۔

ملکیت کا اثر تقویٰ خشیت اللہ اور خوفِ آخرت ہے جس سے محاسبہٴ نفسِ علم و معرفت وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ کہ یہ اوصاف انسان ہی کے مخصوص کمالات ہیں۔ ان کمالات چہارگانہ کے تحت ہم سیرتِ نبویہ پر بحث کرتے ہیں۔

عفت و قناعت | ۱۔ عفت و قناعت یہ دو وصف حضور علیہ السلام کے ایسے

ہیں کہ دوست دشمن اقرار می ہیں کہ آپ نے بچپن سے جوانی اور جوانی سے ادھر عمر تک یعنی قریباً ۵۳ سال کی زندگی اپنے دشمنوں یعنی کفار مکہ اور قریش میں گزاری، جہاں نہ کوئی حکومت موجود تھی نہ قانون، پورا ماحول سیاہ کارانہ تھا۔ اور اسکو عیب بھی نہ سمجھا جاتا تھا۔ زنا، شراب اور سود خوری عام تھی۔ انہیں لوگوں میں رہ کر آپکو خلعتِ نبوة سے نوازا گیا۔ اور پوری سوسائٹی جانی دشمن بن گئی۔ اور آپ کے قتل کے ورپے ہو گئے۔ لیکن ان دشمنوں کی زبان سے بھی ایک لفظ آپ کی ذات کے متعلق نہ نکل سکا۔ جو آپ کی پاکدامنی، عفت، قناعت اور امانت کے خلاف ہو۔ بلکہ آپ کو اپنے جھگڑوں کا حکم مان کر آپ سے فیصلہ کراتے تھے۔ اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ یعنی آپ وہ ذات ہیں کہ آپ سے ہر کسی کی جان، مال اور عزت با امن اور محفوظ ہے۔ بلکہ بعد از ہجرت آپ کے اس وقت کے بدترین دشمن ابو سفیان سے ہر کلیں شاہِ روم نے پوچھا کہ: ہلے کنتہم تہمونہ بالکذب قبل ان یقولوا قالے۔ کیا تم ان پر جھوٹ کا گمان و تہمت کا خیال کرتے رہے ہو۔ دعویٰ نبوت سے پہلے وہ جو اب انہیں نے کہا کہ نہیں۔ آپ کی کفار میں بھی

سچائی کی اس شہرت کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا، اور کفار نے جو قرآن کے دشمن تھے، من کو اس کا انکار نہیں کیا۔ قرآن نے فرمایا: **انهم لا یكذبون**۔ کہ یہ کفار تم پر جھوٹ کا الزام نہیں دھرتے۔ پچیس سال کے جوش جوانی کی زندگی آپ نے تجربہ اور توجہ حق میں گزاری۔ پھر حضرت خدیجہ

کی درخواست پر جو پچیس سال کی بوڑھی تھیں اور جو تین شوہروں سے یکے بعد دیگرے بیوہ ہو چکی تھیں، اور دنیا سے ان کا دل سرد ہو چکا تھا۔ ایک سردار نے ہزار اونٹ کے مہر نکاح کی پیشکش کی، لیکن نکاح سے انکار کر دیا۔ حضرت خدیجہ پاکدامنی کی وجہ سے ظاہرہ کے نام سے مشہور تھیں، ان کے غلام نے سفر شام کے جو احوال انہیں سنائے اور اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل عالم قدات و انجیل سے جو کچھ آپ کے متعلق سنا، ان سے حضرت خدیجہ کو یقین آگیا کہ آخری نبی آپ ہی ہوں گے۔ اس نے از خود نکاح کی درخواست کی اور پچیس سال سے زائد عرصہ آپ نے اسی ایک بوڑھی بیوی کے نکاح پر قناعت کی۔ اگرچہ جوان عورتوں کی کمی نہ تھی۔ اس کے بعد جس قدر نکاح حضورؐ نے کئے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کے سوا سب بیوگاں تھیں جس پر یورپ کے مستشرقین نے اعتراض کیا اور بلا تحقیق جو جی میں آیا لکھ دیا۔

تعدد ازواج | چنانچہ انہوں نے تعدد نکاح نبوی کو ہدف طعن بنایا۔ اور اسکو نفاست کا رنگ دیا۔ ان کے اس اعتراض کے تین اجزاء ہیں۔ ۱۔ نفس قانون تعدد پر اعتراض۔ ۲۔ نیت نبوی پر اعتراض کہ اس نکاح کی محرک ہوائے نفس تھی۔ ۳۔ تعدد زوجات، امت کے حق میں چار تک ہے۔ لیکن حضور علیہ السلام نے نو یا گیارہ تک نکاح کئے، اس فرق پر اعتراض۔

قانون تعدد نکاح پر اعتراض | ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا قانون یورپ کے خود ساختہ قانون کا پابند نہیں۔ ہم اس سوال کا جواب دو طرح دیتے ہیں۔ (۱) نقلی یعنی یہود اور نصاریٰ کی مسلم کتاب بائبل سے۔ پہلا حوالہ ابوالانبیاء حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ہے۔ بائبل پیدائش ۱۶ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں بیک وقت تھیں۔ سارہ، ہاجرہ، فطورا۔ (۲) پیدائش ۲۹ میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیک وقت چار بیویاں تھیں۔ لیا، زلفہ، راحل، بلہہ۔ (۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بے تعدد زوجات یعنی بیویاں تھیں۔ استثناء ۲۱۔ (۴) حضرت داؤد علیہ السلام کی انیس بیویاں تھیں۔ شمول ۱۶۔ (۵) حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار عورتیں تھیں۔ سلاطین ۱۱۔ یہ سب بائبل کے مستند پانچ انبیاء علیہم السلام کی متعدد زوجات کے حوالے ہیں۔ اگر ان پر مستشرقین کو اعتراض نہیں ہے تو تعدد نکاح نبوی پر اعتراض کس منہ سے کرتے ہیں۔ یہ تو قانون تعدد نکاح کی نقلی دلیل عیسائیوں کی بائبل سے دی گئی۔ اب عقلی دلیل تعدد نکاح کی معلوم کرو۔ اور سن لو۔